اسلامیات

اسلام نے جہاں نظام زندگی کے ہر پہلو کو اپنے رہنما خطوط سے مثالی بنایا وہیں اس نے معاشرتی نظام پر خصوصی توجہ دے کر ایک ایسے صالح اور قابل فخر معاشرہ کی تشکیل کی جو دنیا بھر کے تہذیبی و معاشرتی نظریہ سازوں کے لیے قابل تقلید نمونہ بن گیا۔ معاشرتی اصلاح کے حوالہ سے اسلام نے عورتوں کی سماجی زندگی کا جس طرح تعین کیا اور معاشرہ میں جس سطح پر ان کے مقام کا تعین کیا وہ دنیا کے لیے حیرت انگیز اور سبق آموز امر ثابت ہوا۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں عورتوں کو دوسرے اور تیسرے درجہ کی مخلوق قرار دے کر ان کو صرف اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہو، ان کی سماجی حیثیت کا کوئی تصور نہ رہ گیا ہو، ان کا وجود باعث عار اور وجہ شرمندگی ہو، ذلت و رسوائی کے خوف سے بچنے اور تہذیب و تربیت اور کھلانے پلانے کی ذمہ داری سے خود کو الگ رکھنے کے لیے جہاں لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیئے جانے کی رسم بھی موجود ہو اور اپنی نااہلیوں اور ناکامیوں کو عورت کی نحوست قرار دی جاتی ہو گویا گھر اور معاشرہ کی تمام تر برائیوں کا محور عورت قرار دی جاتی ہو ایسے معاشرہ میں اسلام کے ذریعہ عورتوں کو اعلیٰ مقام دینا یقیناً ایک انقلاب انگیز بات تھی۔ اسلام نے نہ صرف عورتوں کو تخلیقی اعتبار سے مردوں کے برابر قرار دیا بلکہ ان کے فرائض منصبی کا تعین کر کے ان کے حقوق کا وہ آفاقی منشور پیش کیا جس کا تصور بھی محال تھا۔ دنیا نے دیکھا اور تاریخ میں محفوظ ہے کہ اسلام سے پہلے کے معاشرہ میں عورت جس ذلت و رسوائی کے ماحول میں زیست کرنے پر مجبور تھی اسی معاشرہ میں عورتوں کو عزت و وقار کا وہ درجہ نصیب ہوا کہ عورتیں اپنے وجود پر نازاں ہونے لگیں اور پھر ایک صالح معاشرہ کی تشکیل میں انھوں نے جو کردار ادا کیا وہ کوئی راز کی بات نہیں۔

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں عالمی پیمانہ پر جو عورتوں کی بااختیار کاری کا عمل شروع کیا گیا ہے اور سماجی تشکیل میں ان کی حصہ داری پر جس شد و مد سے کوششیں جاری ہیں وہ سب اسلام کے ذریعہ حقوق نسواں کے لیے اعلان کردہ منشور کا ہی چربہ ہیں۔

عام معاشرہ میں عورتوں کی حالت اور اسلام میں ان کے معاشرہ پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ طلبا کی ذہنی سطح کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو درس شامل نصاب کیا گیا ہے اس سے طلبا کو نہ صرف اسلام سے پہلے عورتوں کی معاشرتی زندگی سے واقفیت ہوگی بلکہ اسلامی معاشرہ میں ایک مسلم عورت سماج کے کس مقام پر فائز ہے اور اسلام نے عورتوں کو کیا وقار عطا کیا، وہ بھی بحسن وخوبی جان جائیں گے۔



عبداللہ عفیفی

دورِ جدید کے عظیم اسکالر اور ادیب عبداللہ بن عفیفی باجوری جو انیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی میں مصر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اور نشو ونما کے بعد مشہور دینی و اسلامی ادارہ جامعہ ازہر، قاہرہ میں داخل کیے گئے۔ وہاں چند سال کی تعلیم و تکمیل ادب کے بعد دارالعلوم قاہرہ میں تعلیم علیا کی غرض سے داخلہ لیا۔ یہاں سے فراغت تعلیم اور علم ادب میں مہارت حاصل کرنے کے بعد وہیں سرکاری ادارہ سے منسلک ہو گئے اور بحیثیت عربی ادب کے مدرس کے درس دینے لگے۔ آپ کا درس کافی مقبول رہا۔ آپ کی علمی شہرت اور قابلیت کی وجہ سے جہاں بہت سے ادیب متاثر ہوئے وہیں بادشاہ اور سرکاری عہدیداران بھی آپ کی علمیت کے قائل ہوئے۔ چنانچہ چند برسوں کے بعد شاہی دفتر میں منشی کے عہدے پر مامور ہوئے اور پھر بادشاہ فواد اوّل کی جانب سے امام مقرر کیے گئے۔

عفیفی کا وقت زیادہ تر ملازمت وہ بھی بادشاہوں کے ساتھ گزرا۔ لیکن آپ کا مزاج علمی و ادبی تھا، اکثر ملازمت سے مستعفی ہونے کا اظہارِ خیال کرتے۔ مگر معاشی حالت سے مجبور ہو کر ملازمت کو ہی فوقیت دیتے۔ انہی اوقات میں تصنیف و تالیف کا کام بھی انجام دیتے رہتے۔ بلکہ ایسی ایسی عظیم کتابیں تحریر کیں جن کے مطالعہ سے آپ کی ادبیت کے ساتھ اسلامیت و مذہبیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ویسے آپ کی ساری تصنیفات چاہے جس موضوع سے متعلق ہو اہمیت کی حامل ہیں لیکن عورتوں کے متعلق جاہلی و اسلامی عہد میں ان کا کیا مقام و مرتبہ رہا، ان کے ساتھ اپنوں اور غیروں کا رویہ کیسا رہا، اس پر جو کچھ آپ کے قلم سے منظر عام پر آیا وہ اپنی جگہ مسلّم اور محقق ہے۔

آپ کی تصنیفات کی فہرست اس طرح ہے:

(۱) تفسیر سورۃ الفتح

(۲) المولد النبی المختار

(۳) المرأة العربية فی جاهلتيها و اسلامهما

(۴) الهادی (یہ ایسی کہانی ہے جو عباسی خلیفہ الہادی کے دور سے متعلق ہے)۔

(۵) منهج الادب

(۶) زهرات منشورة فی الادب العربی

ان کتب کے علاوہ خطبے، مقالے جو مختلف جرائد میں شائع ہوئے۔ اس طرح سے عفیفی کی مکمل زندگی علم و ادب اور تحقیق و تدوین میں گزری اور ایک مشہور اسلامی ادیب و مفسر کی حیثیت سے زندگی بسر کرتے ہوئے ۱۹۴۴ء میں قاہرہ میں بارگاہِ رب العزت کے پاس پہنچ گئے۔



المرأة العربية

على الرغم مما لقيت المرأة العربية فى عهد جاهليتها من كرامة لا تمارى، و مكانة لا تسامى، و مجالات درجت فيها الى موطن الملك، ملك الجوارح والقلوب- على الرغم من ذلك كله تعثر بها الدهر عثرات، و قرت فى بعض المواطن عظمها، و انتظمت قلبها، و تغشتها بظلل من الفزع، وظلمات من الأهوال.

كذلك لبثت المرأة العربية تتعثر حتى استبان وضح الاسلام فاقالتها يد الله و هأنذا أبسط القول فيما رفع الاسلام عنها من غواشى الظلم فى عامة أحوالها، و مختلف أطوارها.

الوليدة المسلمة

من العرب من كان يرى البنت حملا فادحًا يضعف دونه احتماله، و تتخاذل قواه لفرط ما يُشفق من وصمة الذل، و وسم العار، اذا وهنت نفسها، أو ذهب السباء بها، فكان بين ان يستبقيها على كره لها، و مضض منها، و ترقب لموتها، أو يفزع الى الحفر فيقذفها فى جوفها، و يهيل التراب على غضارة عودها، و نضارة وجهها. فما اشدّ ماعاب الله أمر ذلك عليهم، و نقمه منهم، و دلّ على سفه رأيهم و سوء صنيعهم فى مواطن كثيرة من كتابه الكريم. فقال جل ذكره :

"و اذا بُشر أحدهم بالأنثى ظلّ وجهه مسودًا وهو كظيم يتوارى من القوم من سوء ما بشربه أيمسكه على هون أم يدُسّه فى التراب ألاساء ما يحكمون".

و قال تبارکت آیته :

"و اذا الموءُودة سئلت بایّ ذنب قتلت".

و قال تعالت حکمته :

"قد خسر الذين قتلوا أولادهم سفهًا بغيرعلم وحرّموا ما رزقهم الله افتراءً على الله قد ضلوا وما كانوا مهتدين".

و فى القرآن الكريم كثير من مثل ذلک أليم شديد.

وكان قيس بن عاصم المنقرى يُحدّث بين يدى النبى صلى الله عليه وسلم عن ضحاياه الموءودات و انه ذهب باثنتى عشرة منهن. فقال عليه الصلوٰة والسلام "من لا يَرحم ولا يُرحم" وأمره أن يعتق بكل واحدة جارية مؤمنة.

و كان العرب يأنفون أن يداعب الرجل وليدته، أو يسمح لها أن تمرح بين يديه. فأما رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد نقض تلک السنة السيئة، فلم يكن يضن بوقته الأعزّ أن يد اعب فيه الولائد من بناته أو بنات صحابته.

فقدحدّث البخارى عن أبى قتادة قال : خرج علينا النبى صلى الله عليه وسلم و أمامة بنت أبى العاص على عاتقه، فصلى، فاذا ركع وضعها، و اذا رفع رفعها.

وحدثت أم خالد بنت خالد بن سعيد قالت : أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم مع أبى و علىّ قميص أصفر، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "سنه سنه" – وهى بالحبشية حسنة – قالت : فذهبت ألعب بخاتم النبوة فانتهرنى أبى، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعها، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "أبلى و أخلقى ثم أبلى و

أخلقي" فعمّرت بعد ذلک ماشاء الله أن تعمر.

و من حديث عنايته صلى الله عليه وسلم بهن، وأمره ببذل الرحمة، و اسداء المعونة لهن، ما حدثت عائشة أم المؤمنين قالت : جاء تنى امرأة معها ابنتان تسألنى، فلم تجد عندى غير تمرة واحدة. فأعطيتها. فقسّمتها بين ابنيتها. ثم قامت فخرجت. فدخل النبى صلى الله عليه وسلم فحدثته. فقال : "من ابتلى من هذه البنات بشئ كنّ له سترًا من النار.

(عبد الله عفيفى، المرأة العربية، ج۲)

حل لغات

لا تمارىٰ	=	مارىٰ يمارى مماراة: جھگڑا کرنا
لا تسامىٰ	=	سامى يسامىٰ مساماة: فخر کرنا، مقابلہ کرنا
تعثر	=	عثر يعثر عثرا و عثيرا و عثارا به: تباہی میں ڈالنا
قرت	=	قرى يقرى قرى و قريا فى: چھپالینا
عظم	=	(جمع عظام)، ہڈی
انتظمت	=	انتظم ينتظم انتظاما الصيد (القلب): چھید کر پار ہو جانا
ظلل	=	:(جمع ظلّة)، تنگ سائبان، سایہ
اهوال	=	(جمع هول)، خوف
تتعثر	=	تعثر يتعثر تعثرا بمعنى عثر: پھسلنا
استبان	=	يستبين استبانة: واضح ہونا
اقالت	=	اقال يقيل اقالة: سہارا دینا، کسی کی طرف غلط بات منسوب کرنا
ابسط	=	بسط يبسط بسطا: پھیلانا
غواشى	=	(جمع غاشية)، مصیبت، قیامت

اطوار	=	(جمع طور) اندازہ، حد
فادحا	=	فدح یفدح فدحا کا اسم فاعل، مشکل، بوجھل کرنے والا
احتمال	=	احتمل یحتمل احتمالا: اٹھانا، برداشت کرنا
تتخاذل	=	تخاذل یتخاذل تخاذلا: ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دینا
الوصمة	=	عیب و عار
الوسم	=	(جمع وسوم) علامت، داغ
وهنت	=	وهن یهن وهنا: کمزور ہونا
السباء	=	شراب
یستبقی	=	استبقی یستبقی استبقاءً: باقی رکھنا
مُضض	=	امض یمض امضاضا سے اسم فاعل، دردمند بنانا، تکلیف پہنچانا
ترقب	=	ترقب یترقب ترقبا: انتظار کرنا
افزع الی	=	افزع یفزع افزاعا الی: جلدی کرنا
یهیل	=	اهال یهیل اهالة: ڈالنا
غضارة	=	آسودگی
نضارة	=	تروتازگی
عاب	=	عاب یعیب عیبا: عیب لگانا
نقم	=	نقم ینقم نقمة: بدلہ لینا
السفه	=	سفه یسفه سفها: بے وقوفی
سوء	=	بُرا
صنیع	=	کرتوت
بُشّر	=	بشّر یبشّر تبشیرا: خوش خبری دینا
مسودا	=	اسود یسود اسوداوًا: سخت کالا ہونا
کظیم	=	کظم یکظم کظما الغیظ سے صفت، غصہ پی جانے والا

يتوارى	=	توارى يتوارى تواريا: چھپانا، گاڑنا
يمسك	=	امسك يمسك امساكا: روكنا
هون	=	ذلت
يدس	=	دس يدُس دسا: چھپانا، گاڑنا
ساء	=	ساء يسوء سوءً: بُرا ہونا
المؤودة	=	وأد يئد وأدا سے اسم مفعول مؤنث، دفن کی ہوئی لڑکی
ذنب	=	(جمع ذنوب) گناہ
خسر	=	خسر يخسر خسرانا: گھاٹے میں ہونا
افتراء	=	افترى يفترى افتراء: بہتان باندھنا
ضل	=	ضل يضل ضلالة: گمراہ ہونا
اليم	=	الم يألم سے صفت، دردناک
ضحايا	=	(جمع ضحية) قربانی
يعتنق	=	اعتنق يعتنق اعتناقا: اپنانا، گلے لگانا
جارية	=	(جمع جوارى) باندى
يأنف	=	أنف يأنف أنفا: ناپسند کرنا
يلاعب	=	لاعب يلاعب ملاعبة: ہنسی مذاق کرنا
الوليدة	=	ولد يلد ولادة سے اسم مفعول، پیدا شدہ بچی
يسمح	=	سمح يسمح سمحا: اجازت دینا
تمرح	=	مرح يمرح مرحا: خوش ہونا
يضن	=	ضن يضن به: بخل کرنا
الاعز	=	عز يعز سے اسم تفضیل، زیادہ قیمتی
اصفر	=	مؤنث صفراء، پیلا
انتهر	=	انتهر ينتهر انتهارا: ڈانٹنا، جھڑکنا

ابلی	=	بلی یبلی سے فعل امر مؤنث حاضر، پرانا کرنا
عمّر	=	عمر یعمر تعمیرا: طویل زندگی پانا
بذل	=	بذل یبذل بذلا: خرچ کرنا
اسداء	=	اسدی یُسدی اسداء: عطا کرنا
المعونة	=	(جمع معونات) مدد
تمرة	=	(جمع تمر) کھجور
سترا	=	(جمع ستور) ڈھال

تمرین: ۱

(ا) اجب من الاسئلة الآتية (درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے)۔

۱- هل نالت المرأة العربية كرامة فی الجاهلية ؟

۲- ما كان شأن المرأة قبل الاسلام ؟

۳- لماذا ظل وجه الرجل مسودا اذ بشر بالانثٰی ؟

۴- لماذا كانت البنت تدس فی التراب فی الجاهلية ؟

۵- بای شئ كانت ام خالد تلعب ؟ و لماذا نهرها ابوها ؟

تمرین: ۲

ضع هذه العلامة (✓) امام الجمل الصحيحة و علامة (x) امام الجمل غير الصحيحة

(صحیح جملوں کے سامنے (✓) نشان اور غلط کے سامنے (x) نشان لگائیے۔

۱- كانت البنت لا تدس فی التراب فی الجاهلية.

۲- كان الرجل يرمی البنت حملا فادحا فی الجاهلية.

۳- كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يداعب الولائد من بناته.

٤- لم تكن البنات ستر الآبائهن من النار.

٥- ما نالت المرأة الكرامة فی الاسلام.

تمرین : ٣

اكتب حالة المرأة فی الجاهلية والاسلام فی لغتک الام لا تقل عن مائة كلمة (زمانۂ جاہلیت اور اسلام میں عورتوں کی حالت کے متعلق اپنی زبان میں کم سے کم سو الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیجیے)۔

تمرین : ٤

ماذا شأن المرأة فی العصر الحاضر؟ واليس شانها كشأنها فی الجاهلية ؟ (موجودہ زمانہ میں عورتوں کی کیا حالت ہے؟ کیا ان کی حالت زمانۂ جاہلیت جیسی نہیں ہے؟



تصوّف

تصوفانہ و زاہدانہ خیالات کا اظہار عربی شعر و ادب میں زمانۂ قدیم سے ملتا ہے۔ جاہلی دور کے نامور شاعر اور صاحب معلقہ زہیر بن ابی سلمٰی کی شاعری میں زہد و اخلاق پر مبنی اشعار کی تعداد کم نہیں۔ البتہ ایک صنف اور نظریہ حیات کے طور پر اس کا ارتقا دوسری تیسری صدی ہجری سے شروع ہو جاتا ہے اور اس زمانہ میں ابن ابی الدنیا (م ۲۸۱ھ/۸۹۴ء) کے چھوٹے چھوٹے رسائل اور ابو طالب مکی (م ۳۸۶ھ/ ۹۹۶ء) کی قوت القلوب بعد کے صوفیا کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے معرض وجود میں آچکی تھیں۔ چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں تصوف اپنے ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے پختگی کو پہنچ چکا تھا۔ دراصل تصوف کی طرف انسان کی کشش اصولاً ضمیر کے اس اندرونی احتجاج کا نتیجہ ہے جو معاشرتی بے انصافیوں کے خلاف کیا جاتا ہے۔ یہ احتجاج نہ صرف دوسروں کی بے انصافیوں کے خلاف ہوتا ہے بلکہ سب سے پہلے اور بالخصوص اپنی کوتاہیوں کے خلاف ہوتا ہے، اس خواہش کے ساتھ کہ معرفتِ الٰہی ہر ممکن طریقہ سے حاصل ہو جائے۔ یہی وہ نکتہ ہے جو صوفیا کے سرخیل حسن بصریؒ کی زندگی اور ان کے عبر و مواعظ میں واضح طور پر عیاں ہیں۔ عربی شعر و ادب میں تصوفانہ خیالات پر مبنی ذخیرہ اپنے آپ میں ایک صنف کی حیثیت رکھتا ہے۔

آٹھویں صدی ہجری کے نامور صوفی الیافعی کی تحریر درس میں شامل کی گئی ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب تصوف اپنے ارتقا کے بام عروج پر پہنچ رہا تھا۔

الیافعی

عفیف الدین عبداللہ بن اسعد الیافعی کی پیدائش یمن میں ہوئی۔ اصل وطن شام کا ایک قصبہ یافع تھا۔ ابتدائی تعلیم علمائے عدن سے حاصل کی۔ ۱۲۱۲ء میں مکہ گئے اور علی القواشی کے مرید ہو گئے۔ تصوف کی طرف رجحان شروع سے تھا۔ ۱۳۳۵ء میں دمشق، یروشلم اور مصر کا سفر کیا۔ عقائد و تصوف پر مختلف نوعیت کی متعدد کتابیں لکھیں۔ اشعری اصول کے پابند تھے۔ اسی لیے ابن تیمیہ کے خلاف ایک رسالہ لکھا تھا۔ ابن عربی کے بھی معتقد تھے۔ ان کی خاص تصانیف حسب ذیل ہیں:

روضۃ الریاحین، جس میں صلحاء، اتقیاء، علماء، ادباء، شعراء اور اسلاف کے حالات زندگی اور ان کے کارنامے ہیں جن کی تعداد تقریباً پانچ سو ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۰۱ء میں مصر سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب بہت دلچسپ ہے اور اس میں قیمتی معلومات کا نایاب ذخیرہ ہمیں ملتا ہے۔ نصاب میں شامل سبق کتاب کی افادیت و اہمیت کے پیش نظر ہے، اس سبق سے طلبا کو ایسی بہت سی چیزوں کا علم ہوگا جس سے وہ ناواقف ہیں۔ ان کی اسی کتاب سے ماخوذ ہے۔

رجل صالح

. حكى عن بعض الصالحين انه قال امسک الغيث عن بغداد سنة من السنين حتى كاد اهلها ان يهلكوا فاغتسلوا و تطهر و او خرجوا الى الصحراء يسئلون الله تعالى ان يسقيهم غيثا فلم يسقوا و كان ذالک فى ايام خلافة هارون الرشيد رحمة الله تعالىٰ عليه. فبينا هم يلوذون و يتوسلون الى الله تعالىٰ و اذا برجل من اهل الخير والصلاح والعبادة قد اقبل من ظاهر البرية اشعث اغبر لا يلتفت اليه و معه ثلاث بنات عذارى كانها الاقمار فوقف ببناته فى الطريق فمر عليه الناس فسلموا عليه فردّ عليهم السلام و قال يا قوم ما بالكم مجتمعين ؟ فقالوا : يا شيخ خرجنا الى الصحراء فدعونا الله تعالى ان يسقينا غيثه فلم يسقنا. فقال لهم الشيخ: هل هو غائب عنكم من المدينة حتى خرجتم الى الصحراء تسألونه اليس هو فى كل مكان موجود او بساط اجابته بجميع خلقه ممدودا ؟ اما سمعتم قوله تعالى "وهو معكم اينما كنتم والله بما تعملون بصير" قال فبلغ هارون كلامه فقال هذا كلام رجل بينه و بين مولاه سريرة. ثم قال ائتونى به فلما حضر بين يديه وسلم بعضهم على بعض صافحه هارون و اجلسه بجانبه ثم قال له يا شيخ ادع الله تعالىٰ ان يسقينا غيثه عسى ان يكون لک عند الله جاه. قال فتبسم الشيخ و قال يا هارون اتريد ان اسئلک لک الهى و مولائى ! قال نعم فقال توبوا بنا الى الله تعالى. قال : فنودى بالتوبة

فتابوا الى الله تعالى ثم تقدم الشيخ و صلى ركعتين خفيفتين فلما سلم اخذ بناته عن يمينه و عن شماله و بسط يده الى خاصرته و اسبل دمعه على خده و جعل يدعو بدعوات لم يستمع احسن منها قال : فلما استتم دعاءه حتى تجلجلت السماء بالسحاب و ارعدت بالبرق و امطرت كافواه القرب. قال : ففرح الرشيد بذالك و اجتمع اليه خواص رعية يهنئونه و يبشرونه بذالك فقال هارون : على بالرجل الصالح. فطلبوه و وجدوه ساجدا في الصحراء في الماء و الطين لله رب العالمين. فقالوا للبنات : ما بال ابيكن لم يرفع رأسه فقالت : انه من عادته اذا سجد لله عزو جل لا يرفع رأسه الا بعد ثلاثة ايام قال : فاخبروا الرشيد بذالك فبكى و قال : اللهم انى اسئلك و اتوسل اليك بحرمة الصالحين عندك ان تهبنا لهم و ان تفيض علينا من بركاتهم في الدارين.

(روضة الرياحين لليافعي)

حل لغات :

امسک یمسک امساکا	=	روکنا، رکنا
الغیث	=	بارش
هلک یهلک هلاکا	=	ہلاک ہو جانا، برباد ہونا
اغتسل یغتسل اغتسالا	=	غسل کرنا
تطهر یتطهر تطهرا	=	خوب پاکی حاصل کرنا
الصحراء	=	جمع صحاری، بیابان، چٹیل میدان
سقی یسقی سقایة	=	سیراب کرنا
لاذ یلوذ لوذة	=	پناہ لینا

توسل یتوسل توسلا	=	قرب حاصل کرنا
البریة	=	جمع برایا، مخلوق
اشعث	=	(شعث سے اسم تفضیل) پراگندہ حال
اغبر	=	(غبر سے اسم تفضیل) غبار آلود
التفت یلتفت التفاتا	=	توجہ کرنا، متوجہ ہونا
عذاریٰ	=	عذرا کی جمع، کنواری لڑکی
مر یمر مرورا	=	گزرنا
رد یرد ردا	=	(السلام) سلام کا جواب دینا
مجتمعین °	=	(اسم فاعل)، جمع ہوئے
المدینة	=	جمع مدن، شہر
بساط اجابته	=	اس کی قبولیت کا دائرہ
ممدودا	=	(اسم مفعول)، پھیلا ہوا
بصیر	=	اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک، دیکھنے والا
سریرة	=	جمع سرائر، راز، بھید
حضر یحضر حضورا	=	حاضر ہونا
صافح یصافح مصافحة	=	مصافحہ کرنا، ہاتھ ملانا
جاه	=	مرتبہ، مقام
تبسم یتبسم تبسما	=	مسکرانا
تقدم یتقدم تقدما	=	آگے بڑھنا
بسط یبسط بسطا	=	پھیلانا
خاصرة	=	جمع خواصر، پہلو
اسبل یسبل اسبالا	=	الدمع، آنسو بہانا
استتم یستتم استتماما	=	پورا ہونا

تجلجل يتجلجل تجلجلا	=	بالسحاب، ابر آلود ہونا
ارعد يرعد ارعادا	=	البرق، بجلی چمکنا
القِرب	=	قربة کی جمع، مٹکا، مشک
هنأ يهنئ تهنية	=	مبارکباد دینا
الطين	=	مٹی
وهب يهب هبة	=	عطا کرنا، دینا
فاض يفيض فيضانا	=	بہنا، جاری ہونا

تمرین : ۱

اجب عن الاسئلة الآتية (درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے)۔

۱- ما ذا وقع فی بغداد و فی ای زمن کان هذا ؟

۲- لما ذا خرجوا الی الصحرا ؟

۳- من قال : "هل هو غائب عنکم من المدينة حتی خرجتم الی الصحرا" ؟

۴- بمن صافح الرجل الصالح ؟

۵- ماذا قال الشيخ لهارون الرشيد ؟

۶- فی ای حالة وجد الناس الرجل الصالح ؟

تمرین : ۲

املأ الفراغ فيما يأتی (خالی جگہوں کو بھریئے)۔

۱- و کان ذالک فی ايام خلافة .....

۲- و قال يا قوم ..... مجتمعين ؟

۳- فقال لهم الشيخ هل ..... من المدينة.

۴- قال فبلغ ..... كلامه فقال هذا كلام رجل ..... سريرة.

۵- فلما سلم اخذ بناته .....

۶- فلما استمم دعاء ه حتى ..... السمائبالسحاب و ارعدت ..... و امطرت.

تمرین : ۳

كون جملا من الكلمات الآتية (درج ذیل کلمات سے جملے بنائیے)۔

الغيث الصحرا العبادة العذارى المدينة

تمرین : ۴

لخص الدرس بلغتكم الام (مادری زبان میں سبق کا خلاصہ لکھیے)۔



الدرس الثالث (۳)

قصہ/افسانہ

عربی ادب میں قصہ نگاری (افسانہ) کے پیدا ہونے کا بھی بہت دلچسپ قصہ ہے۔ کیوں کہ یہ فن، مقامات، لوک قصہ کہانیوں یا کہاوتوں یا بھوتوں یا جنوں وغیرہ کے قصوں کی طرح عربی سرزمین اور عربی زبان کی دین نہیں بلکہ درحقیقت یہ ایک پیوندہ ہے جو مغربی ادب سے لے کر اس بانکپن اور خوبصورتی سے عربی ادب کے جامہ میں لگایا گیا ہے کہ لوگوں کو شاید اب گمان بھی نہیں گزرتا کہ یہ مانگے کی پیوند کاری ہے، اصل تخلیق نہیں۔ لیکن یہ بات اپنی جگہ مسلّم ہے کہ جاہلی ادب میں قصہ نگاری ادب کی تاریخ شروع سے ہی موجود ہے۔ جاہلی ادب میں بھی ایام العرب وغیرہ سے متعلق وقائع نگاری ملتی ہے، انبیا اور پیغمبروں سے متعلق واقعات کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ عہد عباسی میں بھی یہ روایت موجود رہی چنانچہ کلیلہ و دمنہ اور الف لیلہ ولیلہ اسی دور کی یادگار ہیں۔ جب کہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ عربی میں افسانہ نگاری کی ابتدا براہِ راست عربی میں لکھنے سے نہیں ہوئی بلکہ بالواسطہ طریقہ سے۔ اور وہ بالواسطہ طریقہ ترجمہ اور نقل کا تھا۔ چنانچہ یورپ کی زبانوں سے شاہکار افسانوں کو عربی کے قالب میں ڈھالنے کا کام بیسویں صدی کے ابتدا سے شروع ہوا۔ اور سب سے پہلے انگریزی اور فرانسیسی زبانوں سے ترجمہ و اقتباس کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد اس کا دائرہ وسیع ہوا اور تقریباً تمام یورپی زبانوں جیسے روسی، انگریزی، فرانسیسی، امریکی اور اطالوی زبانوں کے شاہکاروں کو عربی کا جامہ پہنایا گیا۔ عام طور سے ان شاہکاروں کا ترجمہ کرنے والے ادباء اس زبان کو اچھی طرح جانتے تھے اور اس سلسلہ میں ان کا مطالعہ بھی خاصا گہرا اور وسیع تھا۔ اس لیے ان لوگوں کے ترجمے اکثر معیاری اور فنی اعتبار سے خاصے اونچے ہیں۔ اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ عربی ادب میں افسانہ نویسی کا فن مغرب کی دین ہے جو

اپنے جدید طرز، نئے اسلوب اور جدید افکار و خیالات کے ساتھ انیسویں صدی کے نصف آخر میں عربی ادب کے اُفق پر جلوہ گر ہوا۔

قصہ کی صنف سے عباسی دور کی مایہ ناز تصنیف الف لیلہ ولیلہ سے ایک حکایت شامل درس ہے۔ اس حکایت کی کتاب کے متعلق مشہور مؤرخ المسعودی لکھتا ہے: ''یہ محض بادشاہوں کا دل بہلانے اور ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے بیان کیے جاتے تھے۔ جس طرح کہ کچھ کتابیں فارسی، ہندی اور رومی زبانوں سے ہماری زبانوں میں در آئی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب ''ہزار افسانہ'' بھی ہے، اس میں ایک بادشاہ، ایک وزیر، وزیر کی بیٹی شہرزاد اور اس کی لونڈی دنیازاد کا ذکر ہے''۔ جب کہ مصطفےٰ لطفی منفلوطی کا افسانہ جدید عربی ادب میں اس صنف کی عمدہ نمائندگی کرتی ہے۔ منفلوطی اپنے طبع زاد اور مترجم افسانہ کی بدولت اس صنف کے سرخیلوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔



الف لیلة و لیلة

الف لیلہ کا موطن و مبدء عرب کی سرزمین نہیں ہے۔ بلکہ کسی حد تک ہند اور پھر ایران کی سرزمین ہے۔ عرب میں اس کی نشو ونما جن حالات میں ہوئی وہ یہ ہیں کہ تیسری صدی ہجری میں، جب کہ اسلامی فتوحات کے نتیجے میں اہل عرب کا اطراف کی عجمی قوموں کے ساتھ اختلاط عمل میں آیا تو اس زمانے میں پہلوی زبان کے اندر ہندی اور ایرانی کہانیوں پر مشتمل ایک کتاب ''ہزار افسانہ'' کے نام سے مشہور تھی۔ یہ کہانیاں جب عربوں کے کانوں تک پہنچیں تو انھیں ان کا اسلوب اور انداز ایک بالکل انوکھی چیز لگی۔ چنانچہ انہی کہانیوں کی بدولت عرب کے شہروں میں داستان گوئی کی ایک باقاعدہ روایت کا آغاز ہوا اور عرب کا وہ داستان گو جس کی ضرورت پہلے صرف جنگ کے مواقع پر کبھی کبھار پڑا کرتی تھی اب شہروں، بازاروں اور چوراہوں پر بھی اپنی محفل سجانے لگا۔

تیسری صدی ہجری کے اواخر میں پہلوی زبان کی اس ''ہزار داستان'' کا جو ترجمہ عربی زبان میں ہوا، اس کا نام اصل کی نسبت سے ''الف لیلہ'' قرار پایا اور اس ابتدائی ''الف لیلہ'' کا امرت رس اس عربی داستان گوئی کی زبان سے ہوتا ہوا عوام کے کانوں اور دلوں میں اُترنے لگا۔ حتی کہ دسویں صدی ہجری (سولھویں صدی عیسوی) میں پہنچ کر ''الف لیلہ'' کا ایک قصر پُرشکوہ ایستادہ ہو گیا جو اپنی عظمت اور نقش و نگار کی خوبصورتی سے دلوں کو لبھاتا تھا۔

اس میں زیادہ تر قصے ایسے ہیں جن میں ہارون الرشید کے عہد کے بغداد کی ثقافت اور ماحول کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ اس میں جو قصے بیان کیے گئے ہیں ان کی تعداد ۲۶۴ سے زیادہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کا نام ''الف لیلہ و لیلہ'' کثرت اظہار کے لیے اختیار کیا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ سب سے پہلے فرانسیسی زبان میں ہوا۔ لیکن یہ بات جب عوام تک پہنچی کہ گلان فرانسیسی کا ترجمہ نہ صرف غیر مکمل ہے بلکہ اصل سے بھی پوری مطابقت نہیں

رکھتا۔ اس انکشاف کے بعد ''الف لیلہ'' کے ترجمے کی ایک دوسری رو یورپ کی بڑی بڑی زبانوں میں شروع ہوتی ہے جس میں کتاب کی عربی اصل کا کوئی نہ کوئی مسودہ لازماً سامنے رکھا جاتا ہے۔ اس دوسرے مرحلے میں انگریزی زبان میں ''الف لیلہ'' کے ترجمے کا جو کام ہوا اس میں ایڈورڈ ڈبلیو لین اور جان پین کے عمدہ اور محتاط ترجموں کے بعد بالآخر ۱۸۸۵ء میں اس نامور انگریز فاضل، ادیب اور سیاح کا وہ بے مثال کلاسیکی ترجمہ منظر عام پر آیا جس نے مشرق کے اس داستانی مجموعے کو بقائے دوام کے سنگھاسن پر براجمان کر دیا۔ نیز ایشیا کی اکثر مروّجہ زبانوں میں بھی اس کے تراجم موجود ہیں، جو اپنی افادیت و اہمیت میں لاثانی ہیں۔ اور پھر یورپ اور ایشیا کی اکثر مروجہ زبانوں میں ہو گیا۔

کتاب میں چونکہ مختلف ادوار میں اضافے ہوتے رہے ہیں اس لیے اس میں مختلف اسلوب نگارش کی نشاندہی ملتی ہے۔ اس کا اسلوب سادہ اور دلچسپ ہے۔ ساتھ ساتھ عامیانہ اصطلاحات اور سوقیانہ جذبات کی بھی اس میں کمی نہیں۔ تکلم میں روانی پیدا کرنے کے لیے یہ کتاب بہت مفید و معاون ہو سکتی ہے۔

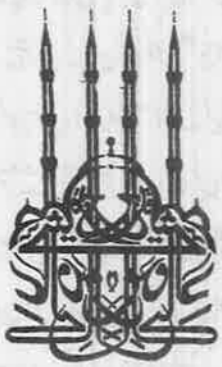

حكاية امرأة صالحة

يحكى أنه كان فى قديم الزمان و سالف العصر والاوان امرأة صالحة فى بنى اسرائيل و كانت تلك المرأة ديّنة عابدة تخرج كل يوم الى المصلى و كان بجانب ذلك المصلى بستان فاذا خرجت الى المصلى تدخل ذلك البستان و تتوضأ منه و كان فى البستان شيخان يحرسانه فتعلق الشيخان بتلك المرأة و راوداها عن نفسها فابت فقالا لها ان لم تمكنينا من نفسك لنشهدن عليك بالزنا فقالت لهما الجارية : الله يكفينى شركما ففتحا باب البستان وصاحا فاقبل عليهما الناس من كل مكان و قالوا ما خبر كما فقالا انا وجدنا هذه الجارية مع شاب يفجر بها وانفلت الشاب من ايدينا و كان الناس ينادون بفضيحة الزانى ثلثة ايام ثم يرجمونه فنادوا عليها ثلاثة ايام من اجل الفضيحة و كان الشيخان فى كل يوم يدنوان منها و يضعان ايديهما على رأسها و يقولان لها: الحمد لله الذى انزل بك نقمته فلما ارادوا رجمها تبعهم دانيال وهو ابن اثنى عشر سنة و هذه اول معجزة له على نبينا و عليه الصلوٰة والسلام ولم يزل تابعا لهم حتى لحقهم و قال : لا تعجلوا عليها بالرجم حتى اقضى بينهم فوضعوا له كرسيا ثم جلس و فرّق بين الشيخين وهو اوّل من فرّق بين الشهود فقال لاحدهما : ما رأيت، فذكر له ما جرى فقال له حصل ذلك فى اى مكان فى البستان؟ فقال : فى الجانب الشرقى تحت شجرة الكمثرى. ثم سأل الثانى على ما رأى فاخبره بما جرى فقال له: فى اى مكان فى البستان ؟

فقال : فی الجانب الغربی تحت شجرة التفاح. کل هذا والجاریة واقفة رافعة رأسها الی السماء و یدیها الی السماء و هی تدعو الله بالخلاص فانزل الله صاعقة من العذاب فاحرقت الشیخین واظهر الله تعالیٰ براء ة الجاریة و هذا اوّل ما جری من المعجزات لنبی الله دانیال علیه السلام. (الف لیلة و لیلة، ج۲)

حل لغات :

یُحکی. حکی یحکی حکایة	=	کہانی بیان کرنا
سالف	=	گزشتہ
الاوان	=	وقت، زمانہ
دینة	=	دیندار
المصلیٰ	=	جائے عبادت
بستان	=	جمع بساتین، باغ
یحرس. حرس یحرس حرسا	=	نگرانی کرنا
تعلق یتعلق تعلقا به	=	فریفتہ ہونا، (عشق میں) گرفتار ہونا
راود یراود مراودة	=	بہکانا، آمادۂ گناہ کرنا
ابی یابی اباء ا	=	انکار کرنا
مکن یمکن تمکینا	=	قدرت دینا، قابو دینا
شهد یشهد شهادة	=	گواہی دینا
الجاریة	=	جمع جواری، باندی، لونڈی
کفی یکفی کفایة	=	کافی ہونا
صاح یصوح صیحة	=	چیخنا، چلانا
وجد یجد وجدانا	=	پانا

شاب	=	جمع شباب، نوجوان
فجر يفجر فجورا	=	بدکاری کرنا
انفلت ينفلت انفلاتا	=	فرار ہونا
نادى ينادى منادة	=	پکارنا، اعلان کرنا
فضيحة	=	جمع فضائح، رسوائی، ذلت
رجم يرجم رجما	=	سنگسار کرنا، پتھر مار کر ہلاک کرنا
دنى يدنو دنوا	=	قریب ہونا
وضع يضع وضعا	=	رکھنا
نقمة	=	عذاب
تبع يتبع تبعا	=	پیچھا کرنا، پیچھے پیچھے جانا
معجزة	=	جمع معجزات، خارق عادت چیز
لحق يلحق لحوقا	=	ملنا
عجل يعجل عجلا	=	جلدی کرنا
قضى يقضى قضاء	=	فیصلہ کرنا
فرق يفرق تفريقا	=	جدا کرنا
الشهود	=	شاهد کی جمع، گواہ
كمثرى	=	ناشپاتی، آملوٹ
التفاح	=	سیب
رافعة	=	(اسم فاعل) اٹھائے ہوئے
الخلاص	=	نجات
صاعقة	=	جمع صواعق، بجلی
احرق يحرق احراقا	=	جلا دینا
براءة	=	بے گناہی، معصومیت

تمرین : ۱

اجب عن الاسئلة الآتية (درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے)۔

۱- فی أی زمن کانت المرأة الصالحة ؟

۲- ماذا کانت تعمل کل یومٍ ؟

۳- من کان یحرس البستان ؟

۴- ماذا فعل الشیخان بتلک المرأة ؟

۵- کیف انزل الله براء تها ؟

تمرین : ۲

املأ الفراغ فیما یاتی (درج ذیل میں خالی جگہ بھریئے)۔

(۱) کانت تلک المرأة ..... عابدةً.

(۲) و کان فی البستان ..... یحرسانه.

(۳) ان لم تمکنینا من ..... لنشهدن علیک.

(۴) الله یکفینی ..... کما.

(۵) انا وجدنا هذه ..... مع شاب.

تمرین : ۳

کوّن خمس جملٍ مستعملا الکلمات الآتیة (درج ذیل کلمات سے پانچ جملے بنایئے)۔

الشهود الجانب الشرقی البستان رافعة براءة

تمرین : ۴

اکتب سبع جملٍ عن المرأة الصالحة (نیک عورت کے متعلق سات جملے لکھیے)۔

مصطفیٰ لطفی المنفلوطی

منفلوطی مصر کے شہر منفلوط میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان مصر کا ایک معروف اور شریف خاندان تھا۔ اپنے دور کے رواج کے مطابق پہلے مکتب میں داخل ہوئے جہاں گیارہ سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا اس کے بعد وہ جامع ازہر میں داخل کر دیئے گئے وہاں انھوں نے دس برس تک علوم اسلامیہ و عربیہ کی تحصیل کرتے رہے۔ وہاں منفلوطی کا شیخ محمد عبدہ سے تعلق پیدا ہوا جن کی تعلیمات نے منفلوطی کے ذہن وفکر کو بدل دیا۔ شیخ محمد عبدہ کی وفات کے بعد وہ قاہرہ سے اپنے وطن لوٹ آئے۔ یہاں مجلہ المؤید میں لکھتے رہے۔ سعد زغلول ان سے بہت متاثر تھے۔ انھوں نے وزارت تعلیم پھر پارلیامنٹ کے ایوان بالا میں اہم عہدہ پر فائز کیا۔

منفلوطی کا علم وثقافت محدود تھا کیوں کہ وہ عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان سے واقف نہ تھے۔ لیکن مغربی ادب کی مترجم کتابوں کا انھوں نے بہت مطالعہ کیا تھا اس کی وجہ سے مغربی ادب پاروں کو عربی میں کامیابی کے ساتھ منتقل کر کے نابغۂ روزگار بن گئے۔

مصطفیٰ لطفی منفلوطی ادب کا فطری ذوق لے کر پیدا ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی یوروپی زبان سے ناواقف ہونے کے باوجود انھوں نے دورِ جدید کے ادب میں صفِ اوّل کے ادبا میں اپنا مقام

پیدا کر لیا۔ ان کے ادبی کارناموں میں جو نکتہ قابل لحاظ ہے وہ ان کا اسلوب ہے جس نے ان کو زندۂ جاوید کر دیا ہے۔ ان کے اسلوب کی خوبی یہ ہے کہ چند جملوں سے محسوس ہونے لگتا ہے کہ یہ منفلوطی کی عبارت ہے۔ ان کے اسلوب میں جوش، قوت اور تاثر کا خزانہ ہے۔ وہ جذبات کو بڑی آسانی سے متاثر کر لیتے ہیں۔ ان کے معمولی افسانے بھی قاری کی فکر پر چھا جاتے ہیں۔ ان کے ادب میں ایک بڑی خصوصیت اسلوب کی پختگی ہے۔ ان کو پڑھتے وقت جاحظ اور ابن المقفع کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

ان کے حسن اسلوب کی خوبیاں یوں تو ان کے تمام ادب پر محیط ہیں مگر ان کی دو کتاب العبرات اور النظرات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ان کتابوں میں شامل تمام مضامین میں موسیقیت اور رنگینی بھرپور نظر آتی ہے جن کو قاری دل کی آنکھوں سے پڑھتا ہے اور دل میں اُتار لیتا ہے۔



الغنى و الفقير

مررتُ ليلة أمس برجل بائس فرأيته واضعا يده على بطنه كأنما يشكو ألماً، فرثيت لحاله و سألته ما باله. فشكا الىّ الجوع، ففثأته عنه ببعض ما قدرتُ عليه ثم تركته وذهبت الى زيارة صديق لى من أرباب الثراء و النعمة فأدهشنى أنى رأيته واضعاً يده على بطنه و أنه يشكو من الألم ما يشكو ذلك البائسُ الفقير، فسألته عما به فشكا الى البطنة فقلت يا للعجب !! لو أعطى ذلك الغنّى ذلك الفقير ما فضل عن حاجته من الطعام ما شكىٰ واحدٌ منهما سقما ولا ألمًا.

لقد كان جديراً به أن يتناول من الطعام ما يشبع جوعته، و يطفئ غلّته، ولكنه كان محبا لنفسه، مغاليابها، فضمّ الى مائدته ما اختلسه من صحفة الفقير فعاقبه الله على قسوته بالبطنة حتى لا يهنئ للظالم ظلمه، ولا يطيب له عيشه، وهكذا يصدق المثل القائل : بطنة الغنىّ انتقامٌ لجوع الفقير.

ما ضنت السماءُ بمائها، ولا شحّت الأرض بنباتها، ولكن حسد القوى الضعيف عليهما فزواهما عنه، واحتجنهما دونه، فأصبح فقيراً معدماً، شاكياً متظلماً، غرماؤه المياسيرُ الأغنياء لا الارض والسماء.

ليتنى أملك ذلك العقل الذى يملكه هؤلاء الناس فأستطيعَ أن أتصور كما

يتصورون حجة الأقوياء فى أنهم أحق باحراز المال و أولى بامتلاكه من الضعفاء ان كانت القوة حجتهم عليه فلم لا يملكون بهذه الحجةِ سلبَ أرواحهم كما ملكوا سلب أموالهم، وما الحياة فى نظر الحىّ بأثمن قيمة من اللقمة فى يد الجائع، و ان كانت حجتهم أنهم ورثوا ذلك المال عن آبائهم قلنا لهم ان كانت الأبوّة علة الميراث فلِمَ ورثتم آباء كم فى اموالهم ولم ترثوهم فى مظالمهم، فلقد كان آباؤكم أقوياءَ فاغتصبوا ذلك المال من الضعفاء و كان حقا عليهم أن يردوا اليهم ما اغتصبوا منهم، فان كنتم لابد ورثاء هم فاخلفوهم فى ردّ المال الى أربابه، لا فى الاستمرار على اغتصابه.

ما أظلم الأقوياء من بنى الانسان وما أقسى قلوبهم، ينامُ احدُهم ملء جفنيه على فراشه الوثير، ولا يقلقه فى مضجعه أنه يسمع أنين جاره وهو يرعد برداً وقراً، و يجلس أمام مائدة حافلةٍ بصنوف الطعام قديده و شِوائه، حُلوه و حامضه، ولا ينغض عليه شهوته علمُه أن بين أقربائه و ذوى رحمه من تتواثبُ أحشاء ه شوقا الى فتات تلك المائدة و يسيل لعابه تلهفاً على فضلاتها، بل ان بينهم من لا تخالط الرحمة قلبه ولا يعقدِ الحياءُ لسانه فيظل يسردُ على مسمعِ الفقير أحاديث نعمته. و ربما استعان به على عدما تشتمل عليه خزائنه من الذهب و صناديقه من الجوهر و غرفه من الاثاث والرياش ليكسرَ قلبه و ينغض عليه عيشه و يبغض اليه حياته، و كأنه يقول له فى كل كلمة من كلماته، وحركة من حركاته. أنا سعيدٌ لأنى غنىّ، و أنت شقىّ لأنك فقير.

(النظرات، ج اوّل)

حل لغات :

بائس	=	محتاج
الم	=	جمع آلام، تکلیف
رثی یرثی رثاء	=	ترس کھانا
فثا یفثأ فثأ	=	مدد کرنا
ارباب	=	رب کی جمع، مالک
الثراء	=	دولت
ادھش یدھش ادھاشا	=	حیرت میں ڈال دینا، وحشت زدہ کر دینا
البطنة	=	(بہت کھانے کی وجہ سے) پیٹ کا درد
اعطی یعطی اعطاء	=	دینا
فضل یفضل فضلا	=	زیادہ ہونا، بچ رہنا
سقم	=	جمع اسقام، بیماری
جدیرا	=	لائق ہونا
اشبع یشبع اشباعا	=	آسودہ کر دینا
جوعة	=	بھوک
اطفأ یطفأ اطفاء	=	بجھانا
غلة	=	پیاس
مغالی	=	(اسم فاعل) غلو کرنے والا
مائدة	=	دسترخوان
اختلس یختلس اختلاسا	=	چھین لینا
صحفة	=	بڑا پیالہ
عاقب یعاقب معاقبة	=	سزا دینا

قسوة	=	سنگ دلی
هنئ يهنئ هنأ	=	خوش گوار ہونا
انتقم ينتقم انتقاما	=	بدلہ لینا، بدلہ
ضن يضن ضنا	=	بخل کرنا
شح يشح شحا	=	بخل کرنا
حسد يحسد حسدا	=	حسد کرنا
زوا يزوى زويا	=	جدا کرنا
احتجن يحتجن احتجانا	=	روک دینا
معدما (اسم فاعل)	=	نادار
متظلما (اسم فاعل)	=	ظلم کی شکایت کرنے والا
غرماء	=	غریم کی جمع، قرضدار
مياسير	=	میسور کی جمع، آسودہ حال
احراز	=	جمع کرنا
امتلاک	=	مالک ہونا
سلب يسلب سلبا	=	چھین لینا
اثمن	=	(ثمن سے اسم تفضیل) زیادہ قیمت والا
ورث يرث وراثة	=	وراثت میں پانا
مظالم	=	ظلم کی جمع، ظلم، زیادتی
اغتصب يغتصب اغتصابا	=	غصب کر لینا، چھین لینا
خلف يخلف خلفا	=	جانشیں ہونا
نام ينام نوما ـ ملّ جفنية	=	بھرپور نیند سونا
الوثير	=	نرم، ملائم
اقلق يقلق اقلاقا	=	بے چین کر دینا

مضجع	=	جمع مضاجع، بستر
انین	=	کراہنے کی آواز
برداً وقراً		ٹھنڈک۔
قدید	=	قیمہ
شواءٌ	=	کباب
نغض ینغض تنغیضاً	=	کڑوا کرنا
ذو رحمٍ	=	رشتہ دار
تواثب یتواثب تواثباً	=	ایک دوسرے پر حملہ کرنا
احشاء	=	واحد حشوة، آنتیں
فتات	=	ٹکڑا
تلهف	=	لالچ
خالط یخالط مخالطة	=	ملنا
عقد یعقد عقداً	=	باندھنا
سرد یسرد سرداً	=	جاری کرنا
صنادیق	=	صندوق کی جمع، بکس
الاثاث	=	سامان
الریاش	=	مال، سامان
کسر یکسر کسراً	=	توڑ دینا

تمرین: ۱

اجب عن الاسئلة الآتیة (درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے)۔

۱- فی أی حالة رأی المصنف رجلاً بائساً ؟

۲- و ماذا کان یفعل صدیقه الغنی ؟

۳- كيف يبل الغنى والفقير عن أمراضهما فى رأى المصنف ؟

۴- كيف قلوب الاقوياء ؟

۵- لماذا يسرد الغنى على مسمع الفقير أحاديث نعمته.

تمرین : ۲

املأ الفراغ فيما يلى (درج ذیل خالی جگہوں کو بھریئے)۔

لقد كان جديرًا به أن ..... من الطعام ما يشبع ..... و يطفئ ..... و لكنه كان محبًا ..... مغاليابها، فضم الى ..... ما اختلسه من صحفة الفقير.

تمرین : ۳

كوّن سبع جملٍ مستعملا الكلمات الآتية (درج ذیل کلمات سے سات جملے بنایئے)۔

الجوعة البطنة الغلة صحفة معدم حجة اللقمة

تمرین : ۴

لخّص الدرس "الغنى والفقير" (سبق الغنی و الفقیر کا خلاصہ لکھیے)۔

تمرین : ۵

لخص العبارة الآتية فى اللغة الأردوية (درج ذیل عبارت کا اردو میں خلاصہ لکھیے)۔

لقد كان جديرًا به أن يتناول من الطعام ما يشبع جوعته، و يطفئ غلته، ولكنه كان محبا لنفسه، مغاليابها، فضمّ الى مائدته ما اختلسه من صحفة الفقير فعاقبه الله على قسوته بالبطنة حتى لا يهنئ للظالم ظلمه، ولا يطيب له عيشه، و هكذا يصدق المثل القائل : بطنة الغنى انتقامٌ لجوع الفقير.

تاریخی حکایت

عباسی دور کے شروع میں عربوں کے ہاں تدوین تاریخ کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اس وقت یہ سلسلہ دینی حدود میں محدود اور اس کے فروعی تقاضوں کے ماتحت رونما ہوا تھا مثلاً مغازی، کہ اس کے ذریعہ ان اوقات و مقامات کا علم حاصل ہو سکے جن میں آیات قرآنی نازل ہوئیں یا ان کے بارے میں احادیث روایت کی گئیں۔ اور ''فتوحات'' کہ جو علاقے بذریعہ صلح یا بعد جنگ فتح کیے گئے ان کا علم ہو سکے۔ اور ''طبقات'' کہ صحابہ و تابعین میں سے شریعت کے بیان کرنے والے راویوں اور ادبی خدمت کرنے والوں کا تعارف ہو سکے۔ تاریخ کو ان اصولوں کے تحت ترتیب دینے میں عربوں کو تمام دیگر اقوام عالم پر فوقیت حاصل ہے۔ پھر انھوں نے انساب کے موضوع پر لکھا تا کہ قریشی اشراف و سادات و قبائل کی شناخت ہو سکے اور ان کے مراتب معلوم ہو سکیں۔ اسی طرح ''ایام عرب'' پر مواد جمع کیا تا کہ ان کے ذریعہ شاعری کے اغراض و مقاصد سمجھنے میں مدد ملے۔ اس حوالہ سے جن مشہور اہل قلم نے اپنی خدمات سے عربی علوم وفنون کو مالا مال کیا ہے ان میں ابن اسحٰق (م: ۱۵۱ھ)، الواقدی (م: ۲۰۷ھ)، ابن سعد (م: ۲۳۰ھ)، کلبی (م: ۲۰۶ھ) اور اصمعی (۲۱۶ھ) کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ان مؤرخین کے خطوط پر چلتے ہوئے اس صنف کو مزید نکھارنے اور ترقی دینے میں جن تاریخ نگاروں نے اہم کارنامے انجام دیئے ہیں ان میں محمد بن جریر طبری، اس کے بعد ابوالحسن علی بن الاثیر صاحب الکامل کی کاوشیں قابل تقلید نمونہ بن گئیں۔

مؤرخین نے اپنی تاریخ نگاری کے دوران تاریخ کے ڈھیروں واقعات نہایت دلچسپ اسلوب اور پُرکشش انداز میں بیان کیے ہیں جو سند کے اعتبار سے صدق و کذب کا احتمال رکھتے ہیں۔ چونکہ خطیب بغدادی ایک اعلیٰ پایہ کے محدث بھی تھے اس لیے ان کی تاریخ نگاری مستند ہے۔ طلبہ کی دلچسپی کے لیے یہ عبرت آمیز حکایت شامل کی گئی ہے۔

خطیب بغدادی

احمد بن علی بن ثابت المعروف خطیب بغدادی ۲۴/ جمادی الاولیٰ ۳۹۲ھ مطابق ۱۱/مئی ۱۰۰۲ء کو بغداد کے درزجان گاؤں میں پیدا ہوئے۔ گھر پر تعلیم کا آغاز ہوا۔ پھر مختلف مقامات کی سیاحت علم حاصل کرنے کے لیے کی جس میں خاص طور پر بصرہ، نیشاپور، اصفہان، ہمدان اور دمشق ہیں۔ ان تمام جگہوں سے حصول تعلیم کے بعد بغداد واپس ہوئے اور بحیثیت خطیب خدمت انجام دینے لگے۔ علم حدیث میں آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا اور اسی کی وجہ سے ان کی شہرت تھی۔ یہاں تک کہ علم حدیث وفقہ کے مؤلفین اپنی جمع کردہ کتابوں کو ان کی خدمت میں پیش کر کے ان کی رائے حاصل کرتے تھے۔ خطیبؒ شروع میں حنبلی مسلک سے وابستہ رہے پھر شافعی مسلک اختیار کر لیا اس لیے انھیں حنابلہ کے عتاب کا شکار ہونا پڑا۔ مگر خلیفہ القائم باللہ اور وزیر ابن المسلمہ کی حمایت سے انھیں جامع المنصور میں علم حدیث کا درس دینے کا موقع ملا، مگر ابن المسلمہ کی وفات کے بعد خطیب کو بغداد چھوڑنا پڑا آپ پہلے دمشق پھر صور پھر حلب گئے، مگر جب سلجوقیوں نے بغداد کا نظام درست کیا تو بغداد واپس آئے۔ آپ کی وفات ۴۶۳ھ مطابق ۱۰۷۱ء میں ہوئی۔

خطیب بغدادی کی بہت سی تصنیفات یادگار ہیں چند کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) تاریخ بغداد (۲) الکفایة فی معرفة اصول علم الروایة (۳) الجامع لاخلاق الراوی و السامع (۴) المتفق و المفترق (۵) الفقیه و المتفقه.

کہا جاتا ہے کہ خطیب کی تصنیفات کی تعداد ۱۰۰ کے لگ بھگ ہیں۔

بين والد جندى و ولد فقيه

خرج فروخ ابو عبد الرحمن فى البعوث الى خراسان ايام بنى امية غازيا، و ولده ربيعة حمل فى بطن امه، و خلف عند زوجته ام ربيعة ثلاثين الف دينار، فقدم المدينة بعد سبع و عشرين سنة وهو راكب فرسا فى يده رمح، فنزل عن فرسه ثم دفع الباب برمحه فخرج ربيعة، فقال له : يا عدو الله ! اتهجم على منزلى؟ فقال : لا، و قال فروخ : ياعدو الله انت رجل دخلت على حرمتى، فتواثبا و تلبب كل واحد منهما بصاحبه، حتى اجتمع الجيران، فبلغ مالك بن انس، والمشيخة فأتوا يعينون ربيعة، فجعل ربيعة يقول، والله لا فارقتك الا عندالسلطان، وجعل فروخ يقول والله لا فارقتك الا بالسلطان، و انت مع امرأتى، و كثر الضجيج فلما بصروا بمالك سكت الناس كلهم، فقال مالك : ايها الشيخ لك سعة فى غير هذه الدار، فقال الشيخ: هى دارى وأنا فروخ مولى بنى فلان فسمعت امرأته كلامه فخرجت فقالت : هذا زوجى، و هذا ابنى الذى خلفته و انا حامل به. فاعتنقا جميعا و بكيا، فدخل فروخ المنزل و قال : هذا ابنى؟ قالت : نعم ! قال فاخرجى المال الذى لى عندك، و هذه معى اربعة آلاف دينار فقالت : المال قد دفنته و أنا اخرجه بعد ايام.

فخرج ربيعة الى المسجد و جلس فى حلقته و أتاه مالك بن أنس، و الحسن بن زيد، و ابن ابى على اللهبى، والمساحقى، و اشراف اهل المدينة واحدق الناس به، فقالت

امرأته : اخرج فصل فی مسجد الرسولؐ ، فخرج فصلی، فنظر الی حلقة وافرة فأتاه فوقف علیه، ففرجوا له قلیلا، و نکس ربیعة رأسه یوهمه انه لم یره و علیه طویلة. فشک فیه ابو عبد الرحمن، فقال : من هذا الرجل؟ فقالوا له : هذا ربیعة ابن ابی عبد الرحمن، فقال ابو عبد الرحمن : لقد رفع الله ابنی، فرجع الی منزله فقال لوالدته : لقد رأیت ولدکِ فی حالة ما رأیت احدا من اهل العلم والفقه علیها، فقالت امه : ایما احب الیک : ثلاثون الف دینار، او هذا الذی هو فیه من الجاه؟ قال : لا والله، الا هذا، قالت : فانی انفقت المال کله علیه، قال : فو الله ما ضیعته.

(تاریخ بغداد للخطیب، ج۸)

حل لغات :

البعوث	=	بعث کی جمع، وفود
غازی	=	جنگ کرنے والا
بطن	=	جمع بطون، پیٹ
خلّف یخلف تخلیفا	=	پیچھے چھوڑنا
نزل ینزل نزولا	=	اُترنا، نازل ہونا
رمح	=	نیزہ
هجم یهجم هجوما	=	حملہ کرنا، اچانک آجانا
دفع یدفع دفعا ب ...	=	کھٹکھٹانا
حرمة	=	(جمع حرمات) قابل حفاظت چیز جس کی پردہ دری حرام ہو، بیوی
تواثب یتواثب تواثبا	=	ایک دوسرے پر حملہ کرنا
جیران	=	جار کی جمع، پڑوسی
بلغ یبلغ بلوغا	=	(خبر) پہنچنا

المشيخة	=	شیخ کی جمع، بوڑھا، بزرگ
اعان يعين اعانة	=	مدد کرنا
الضجيج	=	شور وغل، ہنگامہ
بصر يبصر بصارة	=	دیکھنا، جاننا
سعة	=	گنجائش
مولٰی	=	جمع موالی، آزاد کردہ غلام
اعتنق يعتنق اعتناقا	=	گلے ملنا
دفن يدفن دفنا	=	گاڑ دینا
حلقة	=	دائرہ
اشراف	=	شرف کی جمع، شریف، معزز، بزرگ
احدق. احدقَ يحدق احداقا	=	حلقہ بنا کر بیٹھنا
وافرة	=	بڑا
نكس ينكس تنكيسا	=	جھکانا
اوهم يوهم ايهاما	=	وہم میں ڈالنا
الجاه	=	مرتبہ
انفق ينفق انفاقا	=	خرچ کرنا
ضيع يضيع تضييعا	=	برباد کرنا، ضائع کرنا

تمرین:

اجب عن الاسئلة الآتية (درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے)۔

۱- بعدكم سنة رجع فروخ الى المدينة ؟

۲- ما جرى بينه و بين ولده ربيعة ؟

۳- كيف عرف فروخ ان ربيعة ابنه ؟

۴- كم دينار اخلفه فروخ عند ام ربيعة ؟

۵- فی ای شئ انفقت ام ربيعة الدنانير ؟

تمرین : ۲

املأ الفراغ فيما ياتی (خالی جگہوں کو بھریئے)۔

۱- فقدم المدينة بعد ..... سنة وهو راكب فرسافی يده ..... فنزل عن ..... ثم دفع الباب ..... فخرج ربيعة فقال له ..... اتهجم علی منزلی.

۲- فقالت امه ..... احب اليک .....

۳- فخرج ربيعة الی المسجد ..... فی حلقته.

تمرین : ۳

اكتب خمس جمل علی ماجری بين فروخ و ولده ربيعة (فروخ اور اس کے بیٹے ربیعہ کے درمیان ہوئی گفتگو پر پانچ جملے لکھیے)۔

تمرین : ۴

كون خمس جمل مستعملا الكلمات الآتية (درج ذیل کلمات سے پانچ جملے بنایئے)۔

نزل راكب الدينار الجيران رجع